بک اپ کھتے رہو مگر اسلام میں اس عمل کو "فسق و فجور" سے تعبیر کیا جاتا ہے اور دینی غیرت سے محرومی کہا جاتا ہے، جو علماء منقار زیر پر ہوجاتے ہیں وہ "علماء جمہوریت" ہیں علماء اسلام نہیں علماء اسلام تو ہر دور میں ایسے ہر موقعہ پر اپنی اسلامی فکر کی نمائندگی کرتے ہوئے کلمۂ حق اور کلمۂ خیر کہہ دیتے ہیں اور بس۔ بیگم رعنا لیاقت، سلمی جان، و قارالنساء اور فاطمہ جناح کے ساتھ بیٹھنا پسند کرتے ہیں نہ ایسی خواتین سے علیحدگی میں سیاسی مذاکرات کرنا ان کے قومی مفاد میں تھا نہ ہے اور نہ ہی ان مکروہ سیاسی جھمیلوں سے اٹھنے والے غبار میں انہیں اسلام کا مفاد نظر آتا ہے۔ مدیر نوائے وقت کی جمہوری نگاہ بصیرت نے اسلام کے مفادات کی تفصیل نہیں بتائی شاید ہم بھی ان کے اس جمہوری معاشرتی پروگرام سے فیضیاب ہوجائیں۔ پاکستان کا آئین کتاب اللہ اور کتاب الرسول نہیں کہ اس پر عمل واجبات میں سے ہے بس چند لوگوں نے اس کو پسند کیا اور اسے مقدس کتاب بنا کر حوالے دیئے جاتے ہیں جن لوگوں نے اس کتاب الحیل اور کتاب التاویل کو مقدس کتاب منوانے کی رٹ لگا رکھی ہے وہ خود کتاب اللہ اور کتاب الرسول کے باغی ہیں، باغیوں کی بھلا کونسی بات قابل اعتناء ہوتی ہے لیاقت علی خان مرحوم سے لیکر محمد نواز شریف مغفور تک کوئی ایک بھی مسائل دین اور احکام شریعت میں نہ معتبر ہے نہ سند نہ حجت تو پھر ان کی بات ان کا عمل کیونکر مثال بن سکتا ہے اور ان کے اعمال کو کس اعتبار سے دلیل اور سند کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ علماء اسلام ایسے مسائل کو ایشو نہ بنائیں کیونکہ اس میں "مسلم لیگی حکومت بدنام ہوتی ہے" میں پوچھ سکتا ہوں کہ اگر عابدہ حسین کی "سفارت کاری" معتبر ہے تو نصرت بھٹو اور بینظیر بھٹو کی "سرداری" کیوں قبول نہیں رعنا لیاقت، فاطمہ جناح میں اور ان میں کیا فرق ہے اور وہ کونسا امتیاز ہے جو عابدہ حسین کو حاصل ہے اور انہیں نہیں؟ علماء اسلام پر تو فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ چپ نہ سادھیں بلکہ ببانگ دھل کلمہ حق کہہ کر شرعی فریضہ ادا کریں ہوسکے تو سیاسی قمار خانہ کے سٹہ بازوں کو بازاروں میں گھسیٹیں میں مدیر نوائے وقت کی خدمت میں عرض کرونگا

ہر چند عقل کل شدای بے جنوں مباش

بقیہ از صـ ۱۹

نہیں جانتے کہ صحابہ ہی سیرتِ رسول کے امین اور وارثِ حقیقی ہیں۔ اگر ان کا وجود مشکوک ہوگیا تو پھر پورا دین گڑبڑ ہوجائیگا۔

انہوں نے کہا کہ اسوۂ حسنہ کا ادراک صحابۂ کرام کو نظر انداز کر کے ممکن نہیں۔ بلکہ اس سے گمراہی یقینی ہے۔

حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری موجودہ پستی و زبوں حالی سیرتِ نبوی سے روگردانی اور نافرمانی کے سبب ہے۔

صحابۂ کرام نے جتنی کامرانیاں حاصل کیں اور اللہ کا جو قرب انہیں حاصل ہوا وہ صرف اور صرف اتباعِ رسول اور اطاعت کاملہ کا کرشمہ تھا۔ وہ زندگی کے تمام اعمال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق سر انجام دیتے تھے۔ وہ دینِ اسلام کے باہر کچھ دیکھنا پسند نہ کرتے تھے اور یہی ان کی کامیابیوں کا راز تھا۔

انہوں نے کہا کہ آج بھی اسی اسوہ کو اختیار کر کے ہم مسلمان عزت اور حکومت سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ جلسہ کی صدارت مجلس احرارِ اسلام کے مقامی رہنما محترم غلام ربانی صاحب نے کی۔

"مولانا محمد عبدالحق چوہان
گلشن معاویہ رحیم یار خان"

قسط اوّل

منصب صحابہؓ

"افتتاحیہ"

جس وقت وادی "غیرذی زرع" میں فاران کی چوٹی سے آفتاب نبوت کا طلوع ہوا اس وقت دنیا ضلالت و گمراہی کی تہ بہ تہ تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی آفتاب نبوت کی ضیاء پاش کرنوں کو جن سعید روحوں نے اپنے اندر جذب کر کے دنیا کے تاریک اطراف تک اس نور کی روشنی کو پھیلایا وہ صحابہ کرام کی مقدس جماعت ہے اس جماعت مقدس کی مساعی جمیلہ اور جہد مسلسل کے باعث اسلامی تعلیمات اپنی تمام تر خصوصیات کے ساتھ تاہنوز تحریف و تبدیلی سے محفوظ ہیں یہی وہ جماعت ہے کہ جسکی عدالت دیانت اور امانت پر اسلامی تعلیمات پر اعتماد کا مدار ہے اسلام کے خلاف منافقت کے پردے میں سب سے پہلے ابن سبا یہودی کی سازشی تحریک کی بنیاد ہی صحابہ کے متعلق "عدم اعتماد" کے ملحدانہ اور زندقہ انگیز نظریہ پر ہے جن لوگوں نے اس تحریک کی بنیاد قائم کی ان کے سامنے یہ حقیقت بھی بالکل عیاں اور روز روشن کی طرح واضح تھی کہ جب تک صحابہ کی دیانت وامانت پر امت کو اعتماد ہے اس وقت تک اسلام کے خلاف کوئی تحریک اور کوشش ثمر آور اور کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتی اور ان لوگوں کو یہ حقیقت بھی معلوم تھی کہ امت کے سامنے کھلے الفاظ میں صحابہ کے خلاف لب کشائی اور "عدم اعتماد" کا نظریہ پیش کرنا اپنی ناکامی کو دعوت دینے کے مترادف ہے اس لیے انھوں نے بطور حیلہ سازی کے اپنی تحریک کو کامیاب کرنے کیلیے "حب علیؓ" اور ان کی خلافت بلا فصل کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وصیت کا نظریہ پیش کر کے یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی کہ خلافت صدیق اکبر، عمرفاروق اور عثمان غنی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی مدار ہی غاصبانہ تسلط پر ہے شہادت عثمان، واقعہ ء جمل و صفین، شہادت سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ پھر واقعہ ء کربلا اسی تحریک کی ستم رانیاں ہیں سقوط بغداد کا المیہ مدارس عربیہ کے درس نظامی میں محقق کے درجہ ء رفیعہ پر فائز نصیرالدین طوسی رافضی کی شازش کا نتیجہ ہے ہمارے نزدیک موجودہ دور سیاست وصحافت، تجدید واحیاء سبائیت کا وقت ہے اس وقت ملک کے مختلف جرائد و مطبوعات میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے خلاف تاریخی روایات کے پردہ میں کئی قسم کے الزامات کا اختراع کیاجارہا ہے پھر صحابہ کے خلاف الزامات اختراع کرنے والے افراد کے مختلف انواع ہیں بعض تو وہ ہیں جو واضح طور پر صحابہ کی عمومیت پر معاذاللہ منافقت اور گمراہی کا الزام عائد کرتے ہیں یہ تو "رفض بواح" کی صورت ہے اور بعض وہ ہیں جو کہ شیخین رضی اللہ عنہما کی مدح سرائی میں رطب السان لیکن سیدنا عثمان سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما اور ان کے عمال کے متعلق ان کا نظریہ یہ ہے کہ انکا کردار اور نظام حکومت خلافت راشدہ کے جادہ اعتدال پر قائم نہ رہ سکا تھا بلکہ ان کے دور حکومت میں ملوکیت جابرہ کا نفاذ تھا اس نظریہ کے حاملین "رفض خفی" میں مبتلا ہیں اس وقت روافض کے ان ملحدانہ نظریات کے تعاقب اور تغلیط میں ملک کے مختلف ادارے اور جرائد مصروف عمل ہیں ہماری جماعت کے دو جریدے "پندرہ روزہ الاحرار" لاہور جو کہ حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ کے زیر ادارت شائع ہورہا ہے اور ماہنامہ "نقیب ختم نبوت" ملتان جو کہ مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کی زیر نگرانی شائع ہورہا ہے اس فرض کی ادائیگی میں بغیر خوف لومتہ لائم مصروف جہاد ہیں اور اس میدان میں ان جرائد کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے ان رسائل میں دفاع صحابہ کے موضوع پر وقیع مضامین شائع ہورہے ہیں لیکن انکی حثیت ایک جزوی یا شخصی تعاقب کی ہے ہم یہ چاہتے ہیں کہ "منصب صحابہ" کے متعلق شرعی احکام اور اکابرامت کے واضح بیانات کی روشنی میں ایک جامع اور قانون کلی کی صورت میں ایک ایسی تحریر شائع کی جائے جس میں ان تمام ملحدانہ نظریات

کی تخلیط واضح ہو جائے زیر نظر تحریر میں ہم نے اسی فریضہ کی سرانجام دہی کی کوشش کی ہے مصادر شریعت کے زیر عنوان ہم نے قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں شرعی مصادر کو بیان کیا ہے اور اسی ضمن میں منصب صحابہؓ کے مرتبہ کی وضاحت کی گئی ہے اور آخر میں امام ابوبکر احمد بن علی بن ثابت المعروف بالخطیب البغدادی رحمتہ اللہ تعالی المولود ۳۹۳ھ المتوفی ۴۶۳ھ کی کتاب "الکفایہ فی علم الروایہ" کے "باب ماجاء فی تعدیل اللہ ورسولہ الصحابہ" کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے

وللہ عاقبت الامور

مصادر شریعت

اجمال وبیان کی کیفیت کے اعتبار سے مصادر شریعت کی ترتیب اس طرح ہے کہ درجہ اول پر قرآن مجید ہے چونکہ قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جو قوانین کلیہ پر مشتمل ہے اس لیے ان کلیات مجملہ کی تفسیر وتوضیح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تبیین اور آپ کی وضاحت سے ہوگی جو کہ قولی اور عملی سنت ہے اس لیے مصادر میں سے دوسرا درجہ سنت کا ہے اور اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں اجمال ہو تو اس کی وضاحت تعامل صحابہ سے ہوتی ہے اس لیے مصادر میں تیسرا درجہ "تعامل صحابہ" کا ہے تعامل صحابہؓ کے اس مرتبہ کی طرف امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالی کے اس قول میں اشارہ کیا گیا ہے

قال احمد بن حنبل اصول السنتہ عندنا التمسک بما کان علیہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (منہاج السنتہ صفحہ ۱۴۸ ج نمبر ۳)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ ہمارے نزدیک عمل بالحدیث کے متعلق یہ اصول ہے کہ تعامل صحابہؓ کے ساتھ تمسک حاصل کیا جائے گا

اور مصادر شریعت کی بیان کردہ یہ ترتیب اس قول ماثور سے ماخوذ ہے

کان القران امام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اماما لا صحابہ وکان اصحابہ المتہ لمن بعدھم ۔ (سنن دارمی صفحہ ۱۶۰ ج نمبر ۱ بحوالہ اللرالحدیث صفحہ ۱۷ ج نمبر ۱

قرآن مجید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امام تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے لئے امام تھے اور آپ کے صحابہ بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے امام ہیں ۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اس منصب کا بیان خود قرآن مجید کی متعدد آیات سے ثابت ہے

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ۔ (سورتہ النحل ایتہ نمبر ۴۴)

اور ہم نے آپ پر یہ نصیحت نامہ (قرآن) آتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو بیان کردیں جو کچھ ان کے پاس بھیجا گیا ہے سنت نبوی علی صاحبہا الف تحیتہ وسلام کی شرعی حیثیت کی وضاحت اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت ابونجید عمران بن حصین رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۲ھ کو علم حدیث کی اشاعت کیلئے بصرہ میں معلم متعین کیا آپ ایک یوم حدیث بیان فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے انہیں کہا کہ آپ ہمیں قرآن سنائیں اس پر انہوں نے سنت کے اس منصب کی وضاحت میں فرمایا کہ میرے قریب آجاو جب وہ شخص آپ کے قریب آگیا تو آپ نے فرمایا

ارئیت لو وکلت انت واصحابک الی القران اکنت تجد فیہ صلاتہ الظھر اربعا وصلاتہ العصر اربعا والمغرب ثلاثا تقرا فی ثنتین ارئیت لووکلت انت واصحابہ الی القران اکنت تجد الطواف بالبیت سبعا والطواف بالصفا والمروتہ ثم قال ای قوم خذوا عنا واللہ ان لا تفعلو التضلن ۔ (الکفایہ فی علم الروایہ لابی بکر احمد بن علی المعروف بالخطیب البغدادی المتوفی ۴۶۳ھ ص نمبر ۱۵

(ترجمہ) تمہیں معلوم ہے کہ تم اور جو تمہارے ہم نوا رفقاء ہیں صرف قرآن پر ہی اعتماد کرلیں تو کیا قرآن میں پا سکتے ہو؟ کہ ظہر کی نماز چار رکعتوں پر اور عصر کی بھی چار اور مغرب کی نماز تین رکعتوں پر مشتمل ہے اور صرف دو رکعتوں میں قرآت کی

جائے اور کیا تم اور تمہارے ہم خیال ساتھی اگر حدیث سے قطع نظر کر کے صرف قرآن مجید پر ہی اعتماد کرلیں تو تم قرآن میں پا سکتے ہو ؟ کہ بیت اللہ کا طواف سات دفعہ کرنا چاہیے اور صفا مروہ کا طواف بھی سات دفعہ کرنا چاہیے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے قوم ہم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حاصل کرلو ورنہ قسم بخدا گمراہ ہو جاو گے
اسی لئے علماء امت نے کہا ہے کہ

فان مرتبة السنة النبوية فی الحجية تلی مرتبة الکتاب الکریم اذھی مفسرہ لنصوصہ و مبینة لمعناہ بتخصیص عامہ وتقیید مطلقہ وتوضیح مشکلہ و تعیین مبہمہ و تعلیل محکمہ واتباعہا واجب کالکتاب بنص " الکتاب وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا " (مقدمہ تدریب الراوی صفحہ ۳)

(ترجمہ) بے شک سنت نبویہ کا مرتبہ حجیت کے اعتبار سے قرآن مجید کے مرتبہ حجیت کے بالکل ہی قریب ہے کیونکہ یہ سنت قرآن مجید کی نصوص کے لئے مفسر اور اس کے معانی کی وضاحت کرنے والی اور اس کے عموم کے لئے مخصص اور مطلق کے لئے قید بیان کرنے والی اور مشکلات کی وضاحت کرنے والی اور مبہمات کی تعیین کرنے والی اور اسکے محکمات کی علت بیان کرنے والی ہے اس لئے قرآن کی طرح اس کا اتباع بھی ضروری ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ رسول جو کچھ تمہیں دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تمہیں روک دیں رک جایا کرو۔
اور مصادر شریعت میں تیسرا درجہ " تعامل صحابہ " کا ہے اس کے بیان سے قبل صحابی کی تعریف اور ان کے امتیازی اوصاف کا بیان کرنا ضروری ہے

صحابی کی تعریف۔

من لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلما ومات علی اسلامہ۔ (تدریب الراوی صفحہ ۲۰۹ ر ج ۲)
وہ شخص کہ جس نے اسلام کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہو اور اسلام پر ہی اس کی وفات ہوئی ہو۔

صحابہ کے امتیازی اوصاف

جس طرح نبوت ایک منصب ہے اسی طرح " صحابیت " بھی ایک منصب ہے یہ شرف اور منصب انہی لوگوں کو حاصل ہوا جن کی فطرت صالحہ میں اس منصب جلیل کے قبول کرنے کی استعداد تھی اس حقیقت کو سیدنا ابوعبدالرحمن عبداللہ بن مسعود الھذلی رضی اللہ عنہ المتوفی ۳۲ھ نے ان الفاظ کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے

ان اللہ نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر قلب العباد فاصطفاہ فبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعل وزراء نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم یقاتلون عن دینہ۔ (ازالۃ الخفاء صفحہ ۹ ج نمبر ۱)

(ترجمہ) خداوند قدوس نے اپنے بندوں کے قلوب پر نظر ڈالی ان میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کو سب سے زیادہ بہتر پایا اس لیے آپ کو اپنا رسول منتخب کیا اور پھر آپ کے قلب کے علاوہ باقی بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی تو ان میں سب سے بہتر آپ کے صحابہ کے قلوب کو پایا اس لئے ان کو اپنے پیغمبر کا مددگار منتخب کیا اور صحابہ نے اعلاء کلمۃ اللہ اور دین کے غلبہ کے لئے جہاد کیا
سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک دوسرا ارشاد ہے

اولئک اصحاب محمد کانوا افضل ھذہ الامۃ ابرھا قلوبا واعمقہا علما واقلہا تکلفا قوم اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ واقامۃ